21036
6/6

دار الافتاء
فتوی نمبر 269/26

جناب مفتی صاحب

السلام علیکم

① میں ایک اسکول چلاتا ہوں۔ میرا مسئلہ یہ ہے کہ ہمارے ہاں ٹیچرز کے لیٹ آنے پر تنخواہ کی کٹوتی کی جاتی ہے۔ 3 دن لیٹ آنے پر ایک دن کی تنخواہ کاٹ لی جاتی ہے۔ یہ جائز ہے یا نہیں۔ یہ معاملات ٹیچرز کے ساتھ ملازمت کی ابتداء سے طے ہوتا ہے۔

② دوسرا مسئلہ یہ کہ ہم ٹیچرز کو پہلے سے ہی معاہدہ کر لیتے ہیں کہ اگر آپ نے نوکری چھوڑنی ہو تو ایک ماہ کا تحریری نوٹس دیں۔ اچانک نوکری چھوڑنے پر آخری مہینے کی تنخواہ نہیں دی جائے گی۔ کیا یہ جائز صورت ہے۔ آگاہ کریں۔

شکریہ

③ اسکول کی منتخب کردہ کتابوں کو فروخت کرنے والے بک اسٹور سے منافع لینا کیسا ہے۔ یعنی Commission۔ والدین کو ہم مخصوص بک اسٹور کو Recomend کرتے ہیں۔ جبکہ مکمل پابند نہیں کرتے والدین کسی بھی دوسرے بک اسٹور سے بھی کتابیں خرید سکتے ہیں۔

محمد شہزاد احمد قریشی
0300-2354967
مکان نمبر R/219 کورنگی
سیکٹر 33/E

(جواب منسلکہ ورق پر ملاحظہ فرمائیں)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب حامداًومصلیًا

(۱)۔۔۔واضح رہے کہ تین دن لیٹ آنے کی صورت میں اسکول انتظامیہ اساتذہ کی تنخواہوں سے صرف اُن اوقات کی تنخواہ کاٹ سکتی ہے جن میں وہ کام پر حاضر نہ تھے، اِس سے زائد کاٹنا جائز نہیں ہے، کیونکہ یہ تعزیرِ مالی ہے جو راجح قول کے مطابق جائز نہیں، البتہ بروقت حاضری یقینی بنانے کیلئے اگر سکول انتظامیہ اور اساتذہ کے درمیان اِس طرح کا معاہدہ ہوجائے کہ اگر کوئی اُستاد ایک مہینے میں تین دن (مثلاً) تاخیر سے آئیگا، تو اِس مہینے کے بعد جو آنے والا مہینہ ہے اُس میں اُستاد کی تنخواہ ایک ہزار (مثلاً) کم ہوجائیگی، تو اِس کی گنجائش ہے بشرطیکہ دونوں فریق اِس پر راضی ہوں۔(مأخذہ التبویب ۱۶۹۵/۱ بتصرّف)

الدر المختار وحاشية ابن عابدين (رد المحتار) (۴/ ۶۱)

مطلب في التعزير بأخذ المال (قوله لا بأخذ مال في المذهب) قال في الفتح: وعن أبي يوسف يجوز التعزير للسلطان بأخذ المال. وعندهما وباقي الأئمة لا يجوز. اهـ. ومثله في المعراج، وظاهره أن ذلك رواية ضعيفة عن أبي يوسف. قال في الشرنبلالية: ولا يفتى بهذا لما فيه من تسليط الظلمة على أخذ مال الناس فيأكلونه اهـ ومثله في شرح الوهبانية عن ابن وهبان (قوله وفيه إلخ) أي في البحر، حيث قال: وأفاد في البزازية أن معنى التعزير بأخذ المال على القول به إمساك شيء من ماله عنه مدة لينزجر ثم يعيده الحاكم إليه، لا أن يأخذه الحاكم لنفسه أو لبيت المال كما يتوهمه الظلمة إذ لا يجوز لأحد من المسلمين أخذ مال أحد بغير سبب شرعي.

درر الحكام في شرح مجلة الأحكام (۱/ ۴۵۴)

فلو عمل الأجير الخاص بإنسان عملا لغيره فقصر في عمل مستأجره الأول لاشتغاله بعمل المستأجر الثاني في المدة المستأجر فيها للأول خاصة فللمستأجر الأول أن ينقص من أجر الأجير بقدر تقصيره في عمله

(۲)۔۔۔صورت مسئولہ میں ٹیچرز نے جتنے دن کام کیا ہو اتنے دن کی تنخواہ دینا آپ پر شرعاً لازم ہے لہذا کسی ٹیچر کے نوٹس دیے بغیر نوکری چھوڑنے پر آپ کا آخری مہینے کی تنخواہ کاٹ لینا شرعاً جائز نہیں ہے، البتہ اس کے متبادل کے طور پر یہ صورت اختیار کی جاسکتی ہے کہ شروع میں ہی ٹیچرز سے اس بات کا معاہدہ کرلیا جائے کہ ملازمت ترک کرنے سے ایک ماہ پہلے اطلاع دینی ہوگی، ورنہ اطلاع کے ایک ماہ بعد تک اصالۃً یا نیابۃً کام کرنا لازم ہوگا، اس صورت میں یہ "لا ضرر ولا ضرار" کے قاعدہ کے تحت داخل ہوجائے گا۔(کذا فی التبویب: ۳۳/۸۰۳)

(جاری ہے۔۔۔)

Scanned by CamScanner

سنن ابن ماجه (۲/ ۷۸۴)

عن ابن عباس، قال: قال رسـول الله صـلى الله عليه وسـلم: «لا ضـرر ولا ضرار»

(۳)۔۔۔صورت مسئولہ میں اگر کتابیں دکاندار کی ملکیت ہیں اور وہ اسکول کے کورس کی کتابیں خود خرید کر آگے فروخت کرتا ہے، اور اسکول والے صرف گاہک مہیا کرنے پر اس سے کمیشن وصول کرتے ہیں تو اس طرح دکاندار سے کمیشن وصول کرنا ان شرائط کے ساتھ جائز ہے کہ گاہکوں کے ساتھ کوئی دھوکہ نہ ہو، کمیشن پہلے سے طے ہو، طے کیے بغیر کمیشن لینا جائز نہیں ہے، نیز بازاری ریٹ اور معیار کے مطابق کورس فروخت کیا جائے اور بچوں کے والدین اسی دکاندار سے کورس خریدنے پر مجبور نہ ہوں۔(ماخذہ التبویب بتصرف:۱۳۷۳/۲۲)

الدر المختار وحاشية ابن عابدين (رد المحتار) (۶/ ۶۳)

مطلب في أجرة الدلال [تتمة]

قال في التتارخانية: وفي الدلال والسمسار يجب أجر المثل، وما تواضعوا عليه أن في كل عشرة دنانير كذا فذاك حرام عليهم. وفي الحاوي: سئل محمد بن سلمة عن أجرة السمسار، فقال: أرجو أنه لا بأس به وإن كان في الأصل فاسدا لكثرة التعامل وكثير من هذا غير جائز، فجوزوه لحاجة الناس إليه كدخول الحمام۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔والله سبحانه وتعالى اعلم

محمد ہارون خان عفااللہ عنہ

دار الافتاء جامعہ دار العلوم کراچی

۴/شعبان/1440ھ

۱۰/اپریل/2019ء

الجواب صحیح

احقر محمود اشرف عفا اللہ

مفتی جامعہ دار العلوم کراچی

۵/شعبان/1440ھ

۱۱/اپریل/2019ء

الجواب صحیح

۵/۸/۱۴۴۰ھ

الجواب صحیح

محمد یعقوب

۵/۸/۱۴۴۰ھ

دار الافتاء

فتویٰ نمبر ۲۶/۲۰۶۹

Scanned by CamScanner